سوال

(182) بینک کےلیے مکان کرایہ پر دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بینک کے لئے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نا جائز؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

بنک سے منافع کے نام سے جورقم روپیہ جمع کرنے والوں کوملتی ہے شرعا اس کے ربا (سود) ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔اس کے علاوہ بنک کاسارا معاملہ سود پر ہی چلتا ہے غرض بنک قائم کرنے والے بنک کے ذریعہ سودی کاروبار کرتے ہیں جوشرعا حرام ہے پس بن کے لےلئے مکان کرایہ پر دینانا جائز ہے لانہ اعانة علی المعصیة وقال اللہ تعالی :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (المائد : 2)

یعی : یہ گناہ میں امداد پہونچانا ہے اللہ نے فرمایا ہے کہ نیکی کے کام میں مددو معصیت کے کام میں امداد مت دو۔

قال الموفق بن قدامة فی المغنی 8/133 : وَلَا يَجُوزُ لِلرَّجُلِ إجَارَةُ دَارِهِ لِمَنْ يَتَّخِذُهَا كَنِيسَةً، أَوْ بِيعَةً أَوْ يَتَّخِذُهَا لِبَيْعِ الْخَمْرِ، أَوْ الْقِمَارِ وَبِهِ قَالَ الْجَمَاعَةُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : إنْ كَانَ بَيْتُكَ فِي السَّوَادِ، فَلَا بَأْسَ أَنْ تُؤْجِرَهُ لِذَلِكَ وَخَالَفَهُ صَاحِبَاهُ، وَاخْتَلَفَ أَصْحَابُهُ فِي تَأْوِيلِ قَوْلِهِ وَلَنَا أَنَّهُ فِعْلٌ مُحَرَّمٌ، فَلَمْ تَجُزْ الْإِجَارَةُ عَلَيْهِ، كَإِجَارَةِ عَبْدِهِ لِلْفُجُورِ انتہی

علامہ موفق بن قدامہ نےکتاب المغنی میں لکھا ہے کہ : کسی ایسے شخص کومکان کرایہ پرنہ دینا چاہیئے جوکنیسہ (یہودی عبادت خانہ) بنائے یااس میں شراب فروخت کرے یاقمار (جوا) بازی کرے ایک جماعت ائمہ کایہی مذہب ہے البتہ امام حنیفہ نے فرمایا ہے کہ : دیہات میں اگر کسی کاگھر ہوتوکرایہ پردے س کتاہے لیکن امام یوسف اورامام محمد نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے۔ ہمارا صحیح مسلک یہ ہے کہ اس طرح مکان کاکرایہ پردینا جائزنہیں ہے جس طرح غلام کوبدکاری کےلئے اجرت پر نہیں دیا جاسکتا۔

ہاں حنفی مذہب کی روسے جائزہے مولوی رشید احمد گنگوہی کی ایک تقریر صاحب بذل الجہو نےباایں الفاظ لکھی ہے : ثم فی ایتا عمر حلتہ الی اخ لہ مشرک بمکة جواز الاحسان الی المشرک والصلة والمنہی عنہ انما ہوالمودة لامجرد الاحسان وایضا فیہ دلیل الی ماذہب الیہ الامام من اجازة المسلم دارہ فمن یعلم انہ یرتکب فیہا حراما کمجوسی یتخذ بیت ناراوروثنی یتخذہ بیت الاصنام الی غیر ذلک وذلک لان ایتائہ ذلک لیس بمستلزم تلک المعصیة وانما یتحلل ینہما فعل فاعل مختاربین ان یفعل وان لایفعل فان عمر حین اعطی الحلة اخاہ کان علی یقین من لبسہ ایاہا غیر انہ لما لم یکن مستلزمالبسہ ایاہابل جاران یکون کسوتہ ایاہا ککسوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک الحلة عمر فانہ لم یترتب علیہ لبس عمر ایاہا فکذلک کان جائزاہہنا انتہی

عمر فاروق نے اپنے مشرک بھائی کو کرتہ دیا تھا جس سے مشرک کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

مشرک سے صرف دلی محبت ممنوع ہے نہ کہ مجرد احسان حضرت عمر رضی کا یہ فعل دلیل ہے اس پر جو امام صاحب نے فرمایا ہے کہ مسلمان اپنا مکان کرایہ پر ایسے آدمی کو دے سکتا جو اس مکان میں ارتکاب گنا کرے جیسے مجوسی کو دینا جو آگ کی پرستش کرے یا کسی بت پرست کو دینا جو بت کی پوجا اس گھر میں کرے کیوں کہ کرایہ پر مکان کا دینا اس بات کو مستلزم نہیں کہ ارتکاب معصیت ہی اس میں کرے گا۔ کرے یا نہ کرے جس طرح عمر فاورق نے کرتہ دیا تھا پہننے ہی کا خیال سے مگر یہ مستلزم نہیں ہوگیا لازمی طور پر پہننے ہی کو جس طرح خود آنحضور ﷺ نے عمرو فاروق کو ایک حلہ پہننے کے لیے دیا تھا مگر حضرت عمر نے نہیں پہنا۔ پس اس طرح کرایہ پر دیا جاسکتا ہے کیوں کہ کوئی ضروری نہیں کہ اس میں ارتکاب معصیت ہی کیا جائے گا۔

لیکن خود حنفیہ لکھتے ہیں کہ یہ استحسانا ناجائز ہے۔ چنانچہ فخر الاسلام لکھتے ہیں: قول الامام قیاس وقولهما استحسان کذا یستفاد من الکفایة وعیون الابصار وغیرهما من کتب الفقا ومن المعلوم ان الاستحسان مقدم علی القیاس ویضا بین اجارة الدار لمن یتخذ لبیع الخمر اولقمار والتصرفات للربوية وبين ايتا عمر حلته لاخ له مشرک بمکة فرق عظیم وبون بعید لایخفی علی المتامل فلا یصح قیاس الاول علی الاخر

فخر الاسلام بزدوی حنفی کہتے کہ: امام صاحب کا قول قیاس پر مبنی ہے اور صاحبین (امام ابویوسف ومحمد) کا قول استحسان پر۔ اور استحسان قیاس پر مقدم ہوتا ہے جیسا کہ کفایہ اور عیون الابصار وغیرہ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ عمر فاروق کے فعل اور مکان کے حرام کاروبار کے لئے کرایہ پر دینے میں بہت بڑا فرق ہے۔ ایک کا دوسرے پر قیاس قیاس مع الفارق ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الاِجارۃ والشفعۃ

صفحہ نمبر 380

محدث فتویٰ